ایک حدیث

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ، اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں، اس نے ایمان کی لذت حاصل کر لی۔ (۱) یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ جس شخص سے محبت کرے، صرف اللہ کے لیے کرے۔ (۳) کفر اختیار کرنے کو اسی طرح برا سمجھے، جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

یہ حدیث اپنے الفاظ و معانی میں بالکل واضح ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص تین اوصاف سے بہرہ مند ہے، وہ ایمان کی حلاوت اور لذت سے بہرہ مند ہے۔

ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ قابلِ محبت اور لائقِ اُلفت گردانتا ہے۔ یعنی جن امور کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے، ان پر عمل کرتا اور جن سے روکا ہے، ان سے رک جاتا ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، میل جول، گفتار و کردار، سب احکامِ الٰہی اور فرامینِ پیغمبر کے تابع ہے۔ اس کی زندگی کے شب و روز اسی طرح گزرتے ہیں، جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس کے تمام معاملات دین کے قالب میں ڈھلے ہوئے اور کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔ وہ فقط زبان سے اللہ و رسول کی محبت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ اس کے دل کی گہرائیوں میں ان کی محبت پیوست ہو چکی ہے۔ اس کی تجارت، اس کا کاروبار، اس کا اندازِ تعلیم، اس کی ثقافت، اس کی تہذیب، غرض ہر شے میں کتاب و سنت کے اصول کارفرما ہیں۔ عبادات سے لے کر تمام معاشرتی معاملات تک وہی خط و خال نمایاں ہیں، جن کی اسلام نے تاکید اور تلقین فرمائی ہے۔ کسی کو دھوکا نہیں دیتا، اس لیے کہ اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ کسی کو

پریشان نہیں کرتا کہ اسلام کی تعلیم یہی ہے، کسی کو غلط راستے پر نہیں لگاتا کہ قرآن و حدیث میں غلط رہنمائی کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا کہ اسلام نے اسے مذموم قرار دیا ہے۔ وہی کام کرتا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور جن میں ان کی رضا پائی جاتی ہے، کیوں کہ تعلق باللہ اور محبت رسولؐ کا یہی تقاضا ہے۔

دوسری صفت حلاوتِ ایمان سے بہرہ اندوز آدمی کی یہ ہے کہ وہ جس شخص سے تعلقاتِ مودت استوار کرے، محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کرے۔ اس میں کوئی دنیوی مفاد یا ذاتی منفعت وابستہ نہ ہو۔ اگر کسی کی مالی امداد کرتا ہے تو اس جذبے کے تحت کرے کہ اللہ یہی چاہتا ہے اور اپنے بندے کی اعانت سے خوش ہوتا ہے۔ ریا، دکھلاوا یا ذاتی فائدہ اس سے بالکل مقصود نہ ہو۔ اگر دکھلاوے اور ریا کا کوئی عنصر اس میں پایا گیا تو یہ اللہ کی رضا کا باعث نہ ہوگا بلکہ اس کے غضب اور غصے کا موجب ہوگا۔

تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ ایمان لانے کے بعد انکار اور کفر کی راہ اختیار نہ کرے، کیوں کہ کفر کی راہ پر گامزن ہونا، اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں گرا دینا ہے۔ وہ جس طرح یہ پسند نہیں کرتا کہ آگ کی لپیٹ میں آجائے، اسی طرح کفر اور انکارِ خدا کا بھی تصور دل میں نہ لائے۔

یہ حدیث اسلام و ایمان کے لیے بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں قول کے ساتھ عمل کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اسلام قول اور عمل دونوں کو لازمی ٹھہراتا ہے۔ محض زبانی دعوی اسلام کافی نہیں، اس کے مطابق عمل کرنا، اپنے آپ کو اللہ و رسول کے حوالے کر دینا اور اطاعت و فرماں برداری کو زندگی کا شعار بنا لینا بھی ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص اسلام کا زبان سے دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کی زندگی کے طور طریقے احکام اسلام سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور اس نے وہی ادائیں نہیں اپنا لی ہیں جن کو اپنانے کی اسلام نے ہر موقعے پر تاکید کی ہے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اسلام کا مذاق اڑاتا اور اس کی صاف ستھری تعلیمات سے روگردانی کرتا ہے۔